IslamHouse.com

محاسنِ اسلام کے مختصر جواہر پارے

تالیف: شیخ عبد الرحمن بن ناصر سعدی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ترجمہ: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلیؔ

مراجعہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

ناشر: دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد وتوعیۃ الجالیات، ربوہ، ریاض

مملکتِ سعودی عرب

الدرّة المختصرة في محاسن الدين الإسلامي

(باللغة الأردية)

تأليف: فضيلة الشيخ/ عبدالرحمن بن ناصر السعدي -رحمه الله-

ترجمة: عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

مراجعة: شفيق الرحمن ضياء الله المدني

الناشر:

المكتب التعاوني للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة
هاتف: ٩٦٦١١٤٤٥٤٩٠٠+ فاكس: ٩٦٦١١٤٩٧٠١٢٦+ ص ب: ٢٩٤٦٥ الرياض: ١١٤٥٧
ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH
P.O.BOX 29465 RIYADH 11457 TEL: +966 11 4454900 FAX: +966 11 4970126
OFFICERABWAH

فہرست موضوعات

عرضِ مترجم 7

مقدّمہ 10

(پہلی مثال) دینِ اسلام ایمان کے اصول وضوابط پر مبنی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں مذکور ہے 19

(دوسری مثال) ایمان کے بعد اسلام کے بڑے شرائع کا بیان 23

(چوتھی مثال) بلا شبہ دینِ اسلام رحمت، برکت، اور احسان کرنے کا دین ہے، اور (ہمیشہ) بنی نوع انسان کو منفعت پر ابھارتا ہے۔ 29

(پانچویں مثال) دینِ اسلام دینِ حکمت، دین فطرت اور عقل ودرستگی اور فلاح وکامیابی کا دین ہے۔ 30

(چھٹی مثال) شریعتِ اسلامیہ نے جہاد کرنے، اور تمام بھلائیوں کی جانب بلانے، اور تمام منکر اور ناپسندیدہ چیزوں سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ 33

(ساتویں مثال) شریعت اسلامیہ نے تجارت (خرید وفروخت)، اُجرت، شراکت، اور لین دین کے وہ تمام اقسام جن میں نقود، قرضوں اور منافع وغیرہ میں لوگوں کے مابین معاوضات کا تبادلہ ہوتا ہے اسے جائز قرار دیا ہے۔ 36

(آٹھویں مثال) شریعت اسلامیہ نے کھانا، پانی، لباس اور نکاح وشادی وغیرہ میں سے تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے۔ 38

(نویں مثال) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مخلوقات کے مابین جن حقوق کو مشروع کیا ہے وہ خیر و بھلائی، احسان، اور عدل وانصاف پر مبنی ہیں اور ظلم وجور سے پاک ہیں۔ 41

(دسویں مثال) میّت کے انتقال کے بعد اس کے مال اور ترکہ کو منتقل کرنے اور اس کو ورثاء کے درمیان تقسیم کرنے کے بارے میں شرعی طریقہ۔ 43

(گیارہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ میں جرائم کے مطابق حدود کی متعدد صورتیں ہیں۔ 45

(بارہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ نے انسانوں کو اپنے مال میں تصرّف کرنے سے منع کیا ہے، اگر اس کا تصرف بذات خود اس کے لیے نقصان دہ ہو یا پھر دوسرے کے لیے نقصان کا باعث بنے۔ 46

(تیرہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ نے ان دستاویزوں کو مشروع کیا ہے جن کے ذریعہ حق والوں کے حقوق کو ثابت کیا جاتا ہے 48

(چودہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ نے حُسن سلوک اور احسان کرنے پر (کافی) ابھارا ہے 49

(پندرہویں مثال) وہ اصول و قواعد جسے شریعت نے نزاعات کو سلجھانے، مشکلات کو حل کرنے اور دو دعویٰ کرنے والے فریقوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے بارے میں اساس بنایا ہے۔ 51

(سولہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ میں باہمی مشورہ کا حکم اور اس کی کافی تاکید آئی ہے، اور ان مومن بندوں کی تعریف کی گئی 53

(سترہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ دین اور دنیا کی اصلاح کرنے، اور جسم وروح کی مصلحت کے مابین جمع کرنے کے لئے آئی ہے 55

(اٹھارہویں مثال) بے شک شرع نے علم، دین، حکومت اور فیصلہ کو آپس میں ایک دوسرے کو مدد و مضبوطی دینے والا بنایا ہے۔ 56

(انیسویں مثال) اسلامی شریعت کوئی ایسی چیز نہیں پیش کرتی جو عقلی طور پر محال ہو، اور جو صحیح علم کے مخالف ہو۔.. 58

(بیسویں مثال) خارق عادت، وسیع ترین اسلامی فتوحات پر سرسری نظر ڈالنے، اور پھر اسلام کے خلاف مسلسل دشمنوں کے برسرِ پیکار رہنے، ان کے شدید مزاحمت

کرنے، اور ان کے جگ ظاہر موقف اختیار کرنے کے باوجود دین اسلام کا (معزّز اور پروقار طریقہ پر) باقی رہنا 59

(اکیسویں مثال) ''جو تمام سابقہ مثالوں کی جامع ہے یعنی دین اسلام کا شامل وکامل ہونا'' 64

نبذة مختصرة عن الكتاب:

الدرة المختصرة في محاسن الدين الإسلامي: كتاب قيّم مترجم إلى اللغة الأردية فيه بيان بعض محاسن الدين الإسلامي، وأهمية الحديث عن هذا الموضوع.

عرضِ مُترجم

الحمد للہ و کفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اَمابعد:

اسلام اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین ہے،یہ اپنے کمالات و محاسن کے اعتبار سے تمام ادیان سے ممتاز ہے، ضرورت ہے کہ اس دین کی اچھائیوں اور خصوصیات کو غیروں تک عام کیا جائے تاکہ اسلام کے متعلق لوگوں کے دلوں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات کا ازالہ ہوسکے۔

زیر مطالعہ کتاب علامہ عبد الرحمن بن ناصر سعدیؒ کی نہایت عمدہ شاہکار ہے جس میں اسلام کی محاسن اور خوبیوں کو نہایت ہی جامع ومانع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اسلام ہاؤس ڈاٹ کام کے شعبۂ ترجمہ وتالیف نے افادۂ عام کی خاطر اسے اردو قالب میں ڈھالا ہے، حتیٰ الامکان ترجمہ کو درست ومعیاری بنانے کی کوشش کی گئی ہے، اور مؤلّف کے مقصود کا خاص خیال رکھا گیا ہے، اور آسان عام فہم زبان اور شُستہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے تاکہ عام قارئین کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو، مگر کمال صرف اللہ عزوجل کی ذات کا خاصہ ہے، لہذا کسی مقام پر اگر کوئی سَقم نظر آئے تو ازراہِ کرم خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

ربّ کریم سے دعا ہے کہ اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، اس کے نفع کو عام کرے، والدین اور جملہ اساتذۂ کرام کے لئے مغفرت وسامانِ آخرت بنائے، اور کتاب کے مولّف،

مترجم، مراجع، ناشر اور تمام معاونین کی خدمات کو قبول کرکے ان سب کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم۔

(طالبِ دُعا:azeez90@gmail.com)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ

تمام تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے بخشش چاہتے ہیں، اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور ہم اپنی نفس اور برے اعمال کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

اللہ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اوروہ جسے گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، آپ پر رب کی بہت زیادہ رحمتیں، برکتیں اور سلامتیں نازل ہوں۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

بلا شبہ محمد ﷺ کو جس دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا، وہ تمام ادیان میں سب سے زیادہ مکمل، بلند وبرتر، معزّز ومکرّم، اور افضل ترین دین ہے۔ جو متعدد محاسن و کمالات، صلح وآشتی، رحمت وشفقت، عدل وانصاف اور حکمت ودانائی پر مشتمل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے کمالِ مطلق اور علم وحکمت کے وسیع ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ نیز اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے نبی محمد ﷺ اس کے برحق اور سچے رسول ہیں، اور آپ صادق و مصدوق ہیں، کوئی بات آپ اپنے ہوائے نفس کی اتباع میں نہیں کرتے تھے، (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:)

”وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے“۔ [سورہ نجم:4]

لہذا معلوم ہوا کہ اسلامی دین اللہ تعالیٰ کے منفرد و یکتا ہونے، اور تمام امور میں اس کے کمالِ مطلق ہونے کی سب سے عظیم دلیل اور نشانی ہے، اسی طرح اس کے نبی محمد ﷺ کی رسالت اور آپ کے صدق و صفا کی واضح دلیل ہے۔

اس مختصر خامہ فرسائی کے پس پردہ میرا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے علم کے مطابق اس عظیم دین کے محاسن اور خوبیوں کے اصول و ضوابط کو بیان کروں، اگرچہ میری جانکاری اور معرفت اس عظیم دین کے بعض اہم مشتملات جیسے: عظمت و جمال اور کمالِ اسلام کو کما حقہ واضح کرنے سے قاصر ہے۔

نیز میرے الفاظ اور عبارت بھی اس عظیم دین کی مختصر و جامع تشریح کرنے سے عاجز ہیں، چہ جائے کہ میں تفصیلی طور پر اس کی شرح اور وضاحت کروں۔

اور جس کی تمام چیزوں کا جاننا ممکن نہ ہو، اور نہ اس کی غایت اور اس کی اکثر چیزوں تک پہنچا جاسکتا ہو، تو ان میں سے جن چیزوں کی آدمی معرفت رکھتا ہے ان کا ان چیزوں کی وجہ سے بھی چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے جن چیزوں کی معرفت سے وہ عاجز ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) "اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"۔ [سورہ بقرہ:286]

"جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو"۔ [سورہ تغابن:16]

اس علم کی معرفت اور جانکاری کے متعدد فوائد ہیں،(ذیل کے سطور میں چند اہم فوائد کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جارہاہے:)

اِس موضوع کے بارے میں مشغول ومصروف ہونا جو سب سے اشرف وعظیم ترین موضوعات میں سے ہے بہترین نیکی کا کام ہے۔

چنانچہ اس کی معرفت حاصل کرنا،اس کے بارے میں کھوج کرنا ،،اس کے بارے میں غورو فکر کرنا،اور ہر اس طریقہ کو اختیار کرنا جس سے اسکی معرفت حاصل ہوسکے ایسا بہتر کام ہے جس سے بندہ اپنے نفس کو مشغول رکھتا ہے، اوراس میں لگنے والا وقت ایسا وقت ہے جو بندہ کے حق میں حجّت اور کارآمد ثابت ہوتاہے،نہ کہ اس کے خلاف حجّت وزحمت بنتاہے۔

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول محمد ﷺ نے نعمتوں کی معرفت اوراس کے بارے میں گفتگو کرنے کا حکم دیا ہے،اور یہ نیک اعمال میں سے عظیم تر عمل ہے اور بلا شبہ اس موضوع کے بارے میں بحث کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس کے بندوں پر عظیم ترین نعمت کا اعتراف کرنا،اوراس کے بارے میں گفتگو کرنا اور غور وفکر کرنا ہے۔

اور وہ: اسلامی دین ہے جس کے سوا اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی دین ہر گز قبول نہیں کرے گا۔

چنانچہ (اس نعمت کے بارے میں) گفتگو کرنا اللہ کا شکر کرنا ہے، اور اس نعمت میں سے مزید کا سوال کرنا ہے۔

بلا شبہ لوگوں کے درمیان ایمان اور کمالِ ایمان میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے، اور بندہ جتنا زیادہ اس دین کو جاننے والا ہو گا،اوراس کی زیادہ تعظیم کرنے والا ہو گا اوراس سے خوشی ومسرّت محسوس کرنے والا ہو گا تو وہ ایمان میں سب سے زیادہ کامل ہو گا،اورسب سے زیادہ صحیح یقین والا ہو گا۔

کیونکہ یقین ہی ایمان کے تمام اصول وقواعد کی دلیل وحجّت ہے۔

دینِ اسلام کی سب سے بڑی دعوت و تبلیغ یہ ہے کہ اسلام کے ان محاسن کی تشریح اور وضاحت کی جائے جن کو ہر صاحب عقل اور سلیم الفطرت انسان قبول وتسلیم کرتا ہے۔پس اگر کچھ لوگ اس دین کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے کر، اس کے حقائق کی تشریح اور وضاحت کریں، اور لوگوں کے لیے اسلام کے منافع اور مفاد کو بیان کریں، تو یہ لوگوں کو اسلام کی طرف

راغب کرنے میں بہت ہی زیادہ مفید اور کفایت کرے گا، یہ اس لئے کہ وہ لوگ اسلام کو دینی ودنیوی مصالح کے موافق اور ظاہری وباطنی طور پر درست پائیں گے۔ اور مخالفین کے شبہات کے دفاع اور ان کے ادیان کے بارے میں طعن و تشنیع سے تعرّض نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ بذات خود اپنے ہر مخالف شبہہ کا دفاع کرے گا، اس لئے کہ یہ ایسا حق ہے جو واضح بیاناور یقین تک پہنچانے والی دلیل پر مشتمل ہے۔

پس جب اس دین کے بعض حقائق سے پردہ ہٹادیا جائے تو یہ اس دین کے قبول کرنے اور دیگر (ادیان) پر غالب ہونے کا سب سے بڑا سبب بن جائے گا۔

اور اس بات کو جان لو کہ اسلامی دین کی محاسن واچھائیاں اس دین کے تمام مسائل ودلائل، اس کے اصول وفروع، اس پر

دلالت کرنے والی شرعی علوم واحکام، اسی طرح اس پر دلالت کرنے والی سماجی وکائناتی علوم کو شامل ہے۔

یہاں پر ان تمام چیزوں کا استیعاب وتتبع مقصود نہیں ہے، کیونکہ یہ بہت زیادہ تفصیل طلب ہیں۔

یہاں پر مقصد صرف ان مفید مثالوں کا تذکرہ کرنا ہے جن سے ان کے علاوہ پر استدلال کیا جاتا ہے، اور جن کے ذریعہ داخل ہونے والے کے لئے دروازہ کھلتا ہے، اور یہ اصول وفروع، اور عبادات ومعاملات میں بکھری چند مثالیں (ونمونے) ہیں۔

چنانچہ ہم اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے (کہتے) ہیں، اوراس سے ہدایت کی امید کرتے ہیں، اور علم کی (دولت) طلب کرتے ہیں، اور اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ ہمارے لئے اپنی جود وسخاوت کے خزانے کھول دے، جس سے ہمارے احوال کی

اصلاح ہو سکے، اور ہمارے اقوال و اعمال میں استقامت پیدا ہو سکے۔

(پہلی مثال) دینِ اسلام ایمان کے اصول وضوابط پر مبنی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں مذکور ہے:

"اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں"۔[سورہ بقرہ:136]

یہ عظیم اصول جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے یہ ایسے اصول وضابطے ہیں جن پر تمام نبیوں اور رسولوں کا اتفاق ہے، اور یہ بہت ہی عظیم اور جلیل معارف واعتقادات پر مشتمل

ہیں، جیسے: ان تمام چیزوں پر ایمان لانا جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اپنے رسولوں کے زبانی مّتصف کیا ہے، اوراس کی پسندیدہ چیزوں کواختیار کرنے کے لئے(کافی) جہد ومشقت کرنا۔

یہ ایسادین ہے جس کی اصل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے، اوراس کا فائدہ ان تمام چیزوں کو کرنے کی کوشش کرنا جس کواللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اوراس سے خوش ہوتا ہے، اوراسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص طورسے انجام دینا ہے۔توکیا یہ تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ دین اسلام سے بھی بہتر،افضل اور عظیم ترکوئی دین ہے ؟۔

دین اسلام ایک ایسا دین ہے جو نبیوں کو عطا کردہ تمام چیزوں پر ایمان لانے، اور ان کی رسالت کی تصدیق کرنے، اور اس حق اور سچائی کا اعتراف کرنے جس کو وہ اپنے رب کی جانب سے لے کر آئے، اور ان کے درمیان تفریقسے بچنے کا حکم دیتاہے، اور یہ

کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور اس کے مخلص امناء ہیں، لہذا اس (دین) کی طرف کسی بھی اعتراض وطعن کا منسوب کرنا محال ہے۔

یہ دین تمام برحق باتوں کا حکم دیتا ہے، اور ہر سچائی کا اعتراف کرتا ہے، اوران دینی حقائق کو ثابت کرتا ہے جن کی استناد رسولوں کی طرف کی جانے والی وحی الٰہی پر ہوتی ہے،اور نفع بخش فطری عقلی حقائق کے ساتھ قائم رہتا ہے،اور حق کا کسی بھی پہلو سے تردید نہیں کرتا، اور نہ ہی کسی جھوٹ کی تصدیق کرتا ہے، اور نہ ہی کسی باطل چیز کی ترویج کرتا ہے، بلکہ یہ تمام ادیان پر نگراں ونگہبان ہے۔

یہ دین اچھے اعمال، مکارم اخلاق، اور بندوں کے مصالح ومفاد کے (خیال رکھنے کا) حکم دیتا ہے، اور خیر و بھلائی، رحمت و شفقت، اور عدل وانصاف کو قائم کرنے پر ابھارتا ہے، اور بغاوت، ظلم وزیادتی اور بُرے اخلاق سے منع کرتا ہے۔

اور کمالِ خصلت کی جتنی بھی چیزیں نبیوں اور رسولوں نے ثابت کیں ہیں، وہ انہیں ثابت وتسلیم کرتا ہے، اور جتنی دینی اور دنیوی مفاد اور منافع ہیں، جن کی طرف شریعت نے دعوت دی ہے اسکی ترغیب دیتا ہے، اور شریعت نے جن مفاسد سے روکا ہے، وہ ان سے روکتا ہے اوراس سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

مقصود یہ کہ: اس دین کے عقائد سے دلوں کی تزکیہ اور روحوں کی اصلاح ہوتی ہے، اور اسی سے مکارمِ اخلاق اور محاسنِ اعمال کو استحکام ومضبوطی حاصل ہوتی ہے۔

(دوسری مثال) ایمان کے بعد اسلام کے بڑے شرائع کا بیان:

اور وہ یہ ہیں: 1- نماز قائم کرنا۔ 2 زکوۃ دینا۔ 3- رمضان کا روزہ رکھنا۔ 4-بیت اللہ الحرام کا(استطاعت ہونے پر) حج کرنا۔

دین اسلام کے ان عظیم شرائع،ان کے عظیم فوائد ومنافع،اور خوشنودیٔ الٰہی کی حصول میں واجب کرنے والی سعی وکوشش ،اور فوری وتاخیر طور پر اس کے ثواب سے کامیاب ہونے کے بارے میں غور کرو۔

اور نماز میں اخلاص الٰہی، مکمل توجہ و عنایت،حمد وثنا، دعا واستغفار اور خشوع وخضوع کے بارے میں غور کرو،اور یہ ایمانی درخت سے ہے جو باغیچہ وگلستان کے لئے نگرانی وسیر ابی کے درجے میں ہے۔

پس اگر دن ورات میں نماز کی تکرار نہ ہوتی تو ایمانی درخت سوکھ جاتے، اور اس کے تنے مرجھاجاتے، مگر اس کی نشوونما اور تجدید عباداتِ نماز سے ہوتی رہتی ہے۔

اور نماز کے بارے میں غور وفکر کریں جو ذکرِ الٰہی پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ ہر چیز سے بڑھ کر ہے، اور یہ فواحشات ومنکرات سے روکتی ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ کی حکمتوں اوراس کے اندر پائی جانے والی اخلاقی مکارم کے بارے میں غور فرمائیں، جیسے: جود وسخا، برے اخلاق سے دوری، اللہ کی عطاکردہ انعامات پر شکر، حسّی اور معنوی خرابیوں سے مال کی حفاظت، مخلوق کے ساتھ احسان و بھلائی، محتاجوں سے ہمدردی و غمخواری، ضروری مصالح کی تکمیلو بھرپائی وغیرہ۔

کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی سے محتاجوں اور پریشان حال لوگوں کی ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے، اوراس سے جہاد اوران کُلّی مصالح میں مدد ملتی ہے جن سے مسلمان بے نیاز نہیں ہوسکتے، اوراس میں فقرو فقراء کی ضرورت کوپورا کیا جاتا ہے، اوراس میں اللہ کی طرف سے نعم البدل ملنے کا بھروسہ پایاجاتا ہے، اوراس کے ثواب کی امید ہوتی ہے، اوراس کے وعدے کی تصدیق کی جاتی ہے۔

روزہ میں اللہ کی محبت کی خاطر اور اس کے تقرّبکو چاہتے ہوئے نفوس کو ان کی مرغوب وپسندیدہ چیزوں کے ترک کرنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے، اور نفوس کو پختہ عزیمت وصبر کا عادی بنایا جاتا ہے۔

اور اس کے اندر اخلاصکے اسباب کو تقویت ملتی ہے، اور اللہ کی محبت کو نفس کی محبت پر فوقیت دی جاتی ہے، اسی لئے روزہ

صرف اللہ کے لیے خاص ہے،اس نے روزہ کو تمام اعمال کے درمیان اپنے لئے خاص کرر کھا ہے۔

حج میں اللہ کی رضا طلب کرنے، اللہ کا مہمان بننے، اور خانۂ کعبہ اور اس کے صحن میں اللہ سے عجز وانکساری کا اظہار کرنے،اور ان مشاعر (مقدّسہ) میں اللہ کی عبادات میں تنوّع اختیار کرنے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اور اپنے گھر کی زیارت کرنے والوں کے لئے بطور دستر خوان بچھار کھا ہے، مال کو خرچ کیا جاتا ہے،پریشانیاں برداشت کی جاتی ہیں،اور مشکلات وخطرات سے دو چار ہوا جاتا ہے۔اس میں اللہ کی تعظیم وتوقیر اور اس کے لئے کمال تواضع وانکساری پائی جاتی ہے،نبیوں ،رسولوں، مخلصین اور اصفیاء (چنیدہ وبرگزیدہ ہستیوں) کے احوال کو یاد کیا جاتا ہے،اوران کے ذریعہ ایمان کو تقویت دی جاتی ہے، اور ان سے محبّت قائم کرکے رشتہ کومضبوط کیا جاتا

ہے۔ اسی طرح اس میں مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے تعارف ہوتا ہے، اور ان کے کلمہ کو جمع کرنے کی کوشش پائی جاتی ہے، اور ان کے مابین بے شمار عام وخاص مفادات پر اتفاق ہوتا ہے، لہذا حج دین کے عظیم ترین محاسن میں سے ہے، اور اس کے ذریعہ مومنوں کو بہت بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

اور یہ باتیں بوجہ تنبیہ اور اختصار کے ہیں۔

(تیسری مثال) شارع علیہ السلام نے اتحادّ واتفاق کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کو لازم پکڑنے پر ابھارا ہے، اسی طرح اختلاف وانتشار وفرقہ بندی سے منع کیا ہے اور اس کے بارے میں سخت دھمکی دی ہے، اس عظیم اصل کے بارے میں کتاب وسنّت میں بہت ساری نصوص موجود ہیں۔

اور ہر معمولی عقل و شعور رکھنے والا شخص اس حکم کی منفعت، اور جو اس پر دینی و دنیوی مصالح اور مفادات مرتّب ہوتے ہیں، اور جو اس سے مفاسد و مضرّات دور ہوتے ہیں وہ اس کا علم رکھتا ہے۔

اور یہ بات بھی مخفی نہیں ہونی چاہئے کہ وہ معنوی قوّت وطاقت جو حق و صداقت پر مبنی ہے، یہ (اتحاد واتفاق) اس کی وہ اصل ہے جس پر وہ گردش کرتی ہے۔اسی طرح آغازِ اسلام میں مسلمانوں کے دینی استقامت، احوال کی درستی، اور ایسی عزّت وبلندی پر فائز ہونے کے بارے میں جانی گئی ہے جہاں تک ان کے علاوہ کسی کی رسائی نہ ہو سکی، تو یہ اس وجہ سے تھی کہ وہ لوگ اس اصل کو (مضبوطی سے) پکڑے ہوئے تھے، اور اس کو مکمل طور سے قائم کئے ہوئے تھے، اور پختہ یقین رکھتے تھے کہ یہی ان کے دین کی روح ہے۔

اس کی مزید وضاحت آنے والی مثال سے ہوتی ہے:

(چوتھی مثال) بلا شبہ دینِ اسلام رحمت، برکت، اور احسان کرنے کا دین ہے، اور (ہمیشہ) بنی نوع انسان کو منفعت پر ابھارتا ہے۔

اس دین کی رحمت وشفقت، حسنِ معاملہ، نیکی اور بھلائی کی طرف بلانے اور تمام نقصان دہ چیزوں سے روکنے نے ہی اس کو ظلم و زیادتی، بدسلوکی، اور مقدسّات کی پامالی کی گھٹاٹوپ تاریکیوں کے درمیان نورروشنی (بکھیرنے) والا بنادیا۔ یہی وہ دین ہے جس کی معرفت سے پہلے لوگ اس کے سخت دشمن تھے، لیکن کس طرح ان کے دلوں کو اپنے جانب موڑدیا، یہاں تک کہ اس کے گھنے دار سایہ میں آگئے۔ یہی وہ دین ہے جس نے اپنے ماننے والوں پر شفقت ومہربانی کی، یہاں تک کہ رحمت وشفقت، عفو ودرگزر، احسان وبھلائی ان کے دلوں سے نکل کر

ان کے اعمال واقوال میں ظاہر ہونے لگا، اوران کے دشمنوں تک تجاوز کر گیا، یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام کے سب سے بڑے دوست وحامی بن گئے۔

ان میں سے کچھ لوگ نہایت بصیرت، جوش وجذبہ اور دل سے اسلام میں داخل ہوئے، اوران میں سے کچھ لوگ اس کے تابع وفرمانبردار ہوگئے، اوراسلام کے احکام ومسائل سے کافی دلچسپی لینے لگے، اور انہوں اس کے احکام کو اپنے دین کے احکام پر فوقیت دی، کیونکہ وہ عدل وانصاف اور رحمت وشفقت پر قائم ہے۔

(پانچویں مثال) دینِ اسلام دینِ حکمت، دین فطرت اور عقل ودرستگی اور فلاح وکامیابی کا دین ہے۔

اس اصل کی وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ:

یہ جن اصولی اور فروعی احکام پر مشتمل ہے، اسے فطرتیں اور عقلیں قبول کرتی ہیں، اور سچائی ودرستی کے طور پر اس کی منقاد ہیں، نیز یہ (احکام) پختگی اور اور حُسن انتظام پر مشتمل ہیں، اور ہر زمان و مکان کے لیے موزوں اور مناسب ہیں۔

چنانچہ اس کی تمام خبریں برحق اور صداقت پر مبنی ہیں۔ اور یہ محال ہے کہ کوئی بھی علم خواہ اس کا تعلق پہلے سے ہو یا بعد سے، اس کی مخالفت کرے، یا اس کی تکذیب کرے، بلکہ تمام برحق علوم اسکی مدد اور تائید کرتے ہیں، جو کہ اس کی صداقت اور حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اورانصاف پسند محققین نے ثابت کیا ہے کہ ہر نفع بخشعلم چاہے اس کا تعلق دین سے ہو، یا دنیا سے ہو، یا سیاست سے ہو، تو قرآن اس پر ایسی دلالت کرتا ہے جس کے اندر کوئی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

لہذا شریعت اسلامیہ میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو عقل سے پرے (محال) ہو، بلکہ شریعت اسلامیہمیں جو کچھ بھی پائی جاتی ہیں روشن عقول اس کی صداقت اور سچائی، اور اس کے مفاد و منفعت اور اصلاح و درستی کی گواہی دیتی ہیں۔

اسی طرح اس کے تمام اوامر اور نواہی عدل و انصاف پر مبنی ہیں، اس میں ذرہ برابر بھی ظلم و زیادتی کا کوئی شائبہ بھی نہیں موجود ہے، لہذا جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اس میں خالص خیر و بھلائی ہی ہے، یا ان میں بھلائی کا پہلو راجح ہے، اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے وہ سراپا شر ہیں، یا اسکے مفاسد اس کے مصالح سے زیادہ ہیں۔

اور عقلمند اور صحیح سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص جس قدر اس کے احکام پر غور و فکر کرتا ہے، تو اس اصل کے بارے میں اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، نیز اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ یہ

صرف اور صرف اللہ حکیم اور حمید کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

(چھٹی مثال) شریعتِ اسلامیہ نے جہاد کرنے، اور تمام بھلائیوں کی جانب بلانے، اور تمام منکر اور ناپسندیدہ چیزوں سے روکنے کا حکم دیا ہے۔

بلاشبہ جہاد کا مقصد دینِ اسلام کے حقوق کے مطابق ظالموں کی سرکشی کو روکنا اور ان کی دعوت کو ٹھکرانا ہے۔ اور یہ جہاد کے اقسام میں سب سے افضل ہے۔

جہاد میں نہ تو کوئی لالچ اور حرص پائی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی نفسانی خواہش اور مقصد کارفرما ہوتی ہے۔

اور جو شخص اسا صل کے دلیلوں، اور دشمنوں کے ساتھ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی سیرت پر غور کرے

گا تو بلاشبہ اس بات کو جان لے گا کہ جہاد ضروریات میں اور ظالموں کے ظلم کا دفاع کرنے میں داخل ہے۔

اسی طرح اچھی باتوں کا حکم دینا، اور برائیوں اور منکرات سے روکنا، کیونکہ یہ دین اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس دین کے ماننے والے نہ درست ہو جائیں، اس طور سے کہ اس دین کے اصول و شرائع پر کاربند ہو جائیں، اور اس کے ان اوامر کو بجالائیں جو اصلاح و درستی کی اصل ہیں، اور اس کے ان منہیات سے باز آجائیں جو سراپا شر وفساد ہیں۔

اور اس (دین) کے ماننے والے ان امور کا اہتمام کرتے تھے، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے بعض کے لئے ان کے ظالم نفوس بعض محرّمات کے ارتکاب کی جسارت کرنے ،اور واجبات پر قدرت رکھنے کے باوجود ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے کو مزین کر دیں۔

اور اس چیز کی (روک تھام یا اس پر کنٹرول) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دیئے بغیر ممکن نہیں۔

اسی لئے یہ دین اسلام کے عظیم ترین محاسن میں سے ہے، اور دین کے قیام کی عظیم ترین ضروریات میں سے ہے۔

اسی طرح اس کے ذریعہ ہی اس (دین) کے ماننے والے کج رو اشخاص کی سدھار اور ان کی تہذیب و اصلاح، اور گھٹیا امور سے باز رکھنا، اور انہیں بلند امور پر ابھارنا ممکن ہے۔

جہاں تک رہی بات انہیں کھلی چھوٹ و مکمل آزادی دینے کی۔ حالانکہ وہ لوگ اس (دین) کی پابندی کرتے ہیں، اور اس کے حکم کو مانتے ہیں، اور اس کے شرائع پر کاربند ہیں، تو ایسا کرنا ان کے حق میں سب سے بڑا ظلم اور سب سے زیادہ ضرر رساں

بات ہے، اور خاص طور سے وہ واجب حقوق جو شرعی، عقلی اور عرفی طور پر مطلوب ہے۔

(ساتویں مثال) شریعت اسلامیہ نے تجارت (خرید و فروخت)، اُجرت، شراکت، اور لین دین کے وہ تمام اقسام جن میں نقود، قرضوں اور منافع وغیرہ میں لوگوں کے مابین معاوضات کا تبادلہ ہوتا ہے اسے جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ شریعتِ کاملہ اس نوع کو حلال کرنے اور بندوں کے لئے اس کی چھوٹ دینے آئی ہے، اس لئے کہ یہ ضروریات وحاجات اور کمالیات کے اندر پائی جانے والی مفادات پر مشتمل ہے، اور شریعت نے بندوں کے لئے اس قدر کشادگی رکھی ہے جس سے ان کے امور وحالات درست ہو سکیں، اور ان کی معیشتوں میں سدھار آجائے۔

اسی طرح شریعتِ (اسلامیہ) نے اِن چیزوں کو حلال کرنے کے لئے طرفین کی رضامندی، عقود کا علم پر مشتمل ہونے، معقود علیہ، موضوع عقد اور اس پر مرتّب شروط کی معرفت رکھنے کی شرط لگائی ہے۔

اور جہالت، سود اور جوا کے اقسام وغیرہ میں سے ہر اس چیز سے منع کیا ہے جس میں کسی نقصان اور ظلم کا پہلو پایا جائے۔

لہذا جو شخص شرعی معاملات پر غورو فکر کرے گا تو وہ اسے دین ودنیا کی صلاح وبہتری سے مرتبط پائے گا، اوروہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ اوروسعت رحمت کی گواہی دے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے کمائی، کھانے، پینے، اور منظم ومحکم منافع کے راستوں میں سے تمام پاکیزہ چیزوں کو مباح قرار دیا ہے۔

(آٹھویں مثال) شریعت اسلامیہ نے کھانا، پانی، لباس اور نکاح وشادی وغیرہ میں سے تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے۔

چنانچہ شریعت نے غلّوں اور پھلوں کے اقسام میں سے، مطلق بحری جانوروں کے گوشتوں اور بری جانوروں میں سے ہر پاکیزہ اور فائدے مند چیز کو مباح قرار دیا ہے۔ اور ان میں سے صرف انہی چیزوں کو منع کیا ہے جو خبیث وبیہودہ ہیں اور دین، یا عقل ، یا جسم، یا مال کے اعتبار سے نقصان دہ ہیں۔

اور جن جن چیزوں کو مباح قرار دیا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، اور یہ دین اسلام کے محاسن میں سے ہے۔

اور جن چیزوں سے منع کیا ہے، اس میں بھی اس کا احسان ہے، کیونکہ بندوں کو انہیں چیزوں سے منع کیا ہے جو ان کے حق میں نقصان دہ ہیں، اور یہ دین اسلام کے محاسن میں سے ہے، کیونکہ

حسن و اچھائی حکمت اور مصلحت کے تابع ہے، اور تکلیف دہ چیزوں کا خیال رکھنے والی ہے۔

اسی طرح شریعتِ اسلامیہ نے جن نکاحوں کو مباح قرار دیا ہے، اور ان میں سے انسان کو جو عورت بھی پسند آئے، تو وہ ان میں سے دو، تین، اور چار عورتوں تک شادی کر سکتا ہے، تو اس میں طرفین (میاں بیوی) کی مصلحت کا خیال رکھا گیا ہے، اور ان دونوں کی طرف سے نقصان کا دفاع کیا گیا ہے۔

لیکن انسان کو چار آزاد عورتوں سے زیادہ کو (ایک ساتھ) نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ اس پر ظلم مترتب ہوتا ہے، اور عدل کا دامن چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مزید بر آں شریعتِ اسلامیہ نے اس بات پر ابھارا ہے کہ اگر (بیویوں پر) ظلم و زیادتی کرنے کا خدشہ ہو، اور حقِ زوجیت کے بارے میں اللہ کے حدود کو قائم کرنے کی طاقت نہ ہو تو ایسی صورت میں ایک

ہی بیوی پر اکتفا کرنا بہتر ہے، تا کہ نکاح کے مقاصد کا حصول ہو سکے۔ اور جس طرح شادی بڑی نعمتوں اور ضروریات میں سے ہے، اسی طرح طلاق کا جائز کرنا بھی ہے اور یہ ایسی صورت میں ہے جب انسان کا اپنی شریکِ حیات کے ساتھ زندگی گزارنا دشوار ہو جائے، اوران دونوں کے درمیان موافقت وملائمت کا جذبہ ختم ہو جائے، اور شوہر بیوی کے ساتھ سخت تنگی وبے چینی کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو۔

(ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ''اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا۔'' [سورہ نساء:130]

(نویں مثال) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مخلوقات کے مابین جن حقوق کو مشروع کیا ہے وہ خیر و بھلائی، احسان، اور عدل وانصاف پر مبنی ہیں اور ظلم وجور سے پاک ہیں۔

جیسے وہ حقوق جنہیں اللہ تعالیٰ نے والدین، اولاد، رشتہ داروں، پڑوسیوں، ساتھیوں اور دوستوں اور دو معاملہ کرنے والوں اور زوجین (شوہر وبیوی) کے لیے واجب اور مشروع کیا ہے۔

اور یہ تمام کے تمام حقوق ضروریات اور کمالیات میں سے ہیں، زود فہم عقلیں اور فطرت جنہیں اچھا سمجھتی ہیں، اوران کے ذریعہ مخالطت کی تکمیل ہوتی ہے، اور صاحب حق کی حالت اور اس کے مرتبہ کے مطابق ان میں مصالح ومفاد کا تبادلہ ہوتا ہے۔

جب بھی تو اس میں غور وفکر کرے گا تو تجھے اس میں خیر کا پہلو، اور شر کا خاتمہ نظر آئے گا، اور اس میں عمومی وخصوصی

فوائد، الفت ومحبت، انسیت اور کامل معاشرت پائے گا جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شریعت سعادتِ دارین (دنیا وآخرت) کی ضامن وکفیل ہے۔

اسی طرح تو دیکھے گا کہ یہ حقوق زمان ومکان اور حالات وظروف اور عُرف کے مطابق جاری وساری ہیں، مصالح کو حاصل کرنے والی ہیں، ان میں دین ودنیا کے امور پر مکمل تعاون حاصل ہے، جاذب قلب ہیں، اور بغض وکینہ کو دور کرنے والی ہیں۔

ان باتوں کو ان کے مصادر وموارد میں تتبع واستقراء کے ذریعہ جانا جاسکتا ہے۔

(دسویں مثال) میّت کے انتقال کے بعد اس کے مال اور ترکہ کو منتقل کرنے اور اس کو ورثاء کے درمیان تقسیم کرنے کے بارے میں شرعی طریقہ۔

اللہ تعالیٰ نے اس ترکہ اور میراث کو تقسیم کرنے کی حکمت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہچانے میں زیادہ قریب ہے"۔ سورہ نساء: 11

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم فریضہ (کے ترتیب) کی ذمہ داری بذات خود لے رکھی ہے، کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ نفع پہنچانے کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب کون ہیں اور عام طور پر بندہ کس کی طرف مال کو منتقل کرنا پسند کرتا ہے، اور اس کے فضل و بھلائی کی کیا چیز زیادہ مستحق ہے، اللہ نے ان چیزوں کی ایسی ترتیب دی ہے جس کے بہتری کی عقل صحیح گواہی دیتی

ہے،اور اگر ان چیزوں کی ترتیب کا معاملہ لوگوں کی آراء ،خواہشات اور ان کے ارادوں کے حوالے کر دیا جاتا تو اس کے سبب کافی بگاڑ و گڑبڑی، بد نظمی، بد اختیاری پیدا ہوتی جو انار کی ولا قانونیت کے مشابہ ہوتی۔

شریعتِ اسلامیہ نے بندوں کو یہ اختیار دیا ہے، کہ وہ نیکی اور تقوی کی جگہوں میں اپنے مال کے کچھ حصّہ کی آخرت میں نفع پہنچانے والے امور میں وصیّت کر سکتے ہیں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ مال تہائی یا اس سے کم ہو،اور غیر وارث کے لئے ہو، تاکہ وہ امور جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے، کھلواڑ نہ بن جائے جس سے دین کی کم فہم اور معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے ان کے دنیا سے منتقل ہوتے وقت کھیلتے پھریں۔

جہاں تک رہی بات جسم و عقل کی صحت کی ،اور وہ فقر وافلاس سے خوفزدہ ہو تو ایسی صورت میں اس کا ان چیزوں میں مال صرف کرنا منع ہے جو عمومی طور سے اسے نفع پہنچاتے ہیں۔

(گیارہویں مثال)شریعتِ اسلامیہ میں جرائم کے مطابق حدود کی متعدد صورتیں ہیں۔

اور یہ اس لئے کیونکہ جرائم کا ارتکاب، اوراللہ کے حقوق اوراس کے بندوں کے حقوق پر زیادتی کرنا ایسابڑا ظلم ہے جس سے پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، اوراس سے دین اور دنیا میں بگاڑ پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی لیے شارع حکیم نے جرائم وبدامنی کے سدباب کے لیے چند ایسے حدود بنائے ہیں، جو اس کے وقوع پذیر ہونے سے روکتی ہیں ،اور اس میں تخفیف پیدا کرتی ہیں ، جیسے قتل کرنا،ہاتھ کاٹنا، کوڑالگانااور دیگر تعزیرات کی قسمیں۔

اوران میں سے ہر ایک حدود میں عام و خاص مفاد اور مصالح مو جود ہیں، جس کے ذریعہ عقل مند شخص شریعت کے حُسن کو جانتا ہے۔ اوران برائیوں کا کامل طور سے مقابلہ اوردفاع کرنا صرف ان شرعی حدود کے ذریعہ ہی ممکن ہے جن کو شریعت نے جرائم کی قلت و کثرت اورشدّت وضُعف کے مطابق مرتّب کیا ہے۔

(بارہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ نے انسانوں کو اپنے مال میں تصرّف کرنے سے منع کیا ہے، اگراس کا تصرف بذات خود اس کے لیے نقصان دہ ہو یا پھر دوسرے کے لیے نقصان کا باعث بنے۔

جیسے: مجنوں، پاگل، نابالغ، بیوقوف وغیرہ کو مال خرچ کرنے پر پابندی لگائی ہے، اور اسی طرح قرضدار پر مال میں تصرّف

کرنے پر پابندی عائد کی ہے اس کے قرض خواہوں کی مصلحت کا خیال کرتے ہوئے۔

اور یہ تمام چیزیں دینِ اسلام کے محاسن اور خوبیوں میں سے ہیں، کیونکہ اس نے انسان کو اپنے اس مال میں تصرّف کرنے سے منع کیا ہے، جس کے اندر اصل میں اس کو تصرّف کرنے کی آزادی تھی، لیکن جب اس کا اپنے مال میں تصرف کرنے کا نقصان اس کے فائدہ سے زیادہ ہو گیا، اور اس کا شر اس کے بھلائی سے بڑھ گیا، تو ایسی صورت میں شارع نے اس پر پابندی عائد کر دی کہ وہ مصالح کے میدان میں اپنے مال کو خرچ کرے، اور بندوں کو اس بات کی رہنمائی فرمائی کہ وہ ہر فائدہ مند چیز میں مال کو خرچ کرنے کی کوشش کریں۔

(تیرہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ نے ان دستاویزوں کو مشروع کیاہے جن کے ذریعہ حق والوں کے حقوق کوثابت کیاجاتاہے جیسے:

شہادت اور گواہی جس کے ذریعہ پورے طور سے حقوق کو وصول کیا جائے، اور انکار اور تکذیب کا تیاپاچہ ہو، اور شکوک وشبہات کا ازالہ ہو۔ اور جیسے: گروی، ضمانت اور کفالت، جب حق چکانے والے سے پوراحق وصول کرنا مشکل ہوجائے تو حقدار شخص اس دستاویز کی طرف رجوع کرے گا جس کے ذریعہ پوراحق وصول کیاجاتاہے۔

اوربلاشبہ دستاویزوں کے جو مختلف فوائد ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہے جیسے: حقوق کی حفاظت اور پاسداری، معاملات کی کشادگی، اور عدل و انصاف کی بالادستی، حالات کی درستی اور معاملات کی ثبات قدمی وغیرہ۔

اگر دستاویز کا نظام نہ ہوتا تو معاملات (لین دین) کا بہت بڑا حصہ بیکار ہو جاتا، کیونکہ یہ دستاویز کا نظام عہد و پیمان کرنے والے دونوں فریقوں (صاحبِ حق اور متوثق) کے لیے متعدد وجوہات سے فائدہ مند اور معروف ہیں۔

(چودہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ نے حُسن سلوک اور احسان کرنے پر (کافی) ابھارا ہے، کیونکہ ایسا شخص اللہ کے نزدیک اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے، اور بندوں کے نزدیک اس کی ایک اچھی شناخت بن جاتی ہے، اور اس کا مال بعینہ یا اس کا بدل اس کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے، لہذا اس نوع کی کمائی عظیم ترین کمائیوں میں سے مانی جاتی ہے جس میں اس کے کرنے والے کو کوئی تکلیف لاحق نہیں ہوتی ہے۔ جیسے: قرض، ادھار، وغیرہ۔

کیونکہ اس میں اس قدر مصالح اور مفاد ہیں جس کو شمار نہیں کیا جاسکتا ہے، جیسے: ضرورت مند لوگوں کی ضروتوں کی تکمیل، پریشان اور مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبت اور پریشانی سے نجات، اور ساتھ ہی ساتھ خیر وبرکت کا حصول، نیز قرض دینے والے کو اس کے مال کی واپسی، مزید اس کے بدلے میں اس کے رب سے بہت زیادہ ثواب کا حصول۔ اور اپنے بھائی کے نزدیک اس کا ذکرِ جمیل، انشراحِ صدر، اور الفت و محبت کا حاصل ہونا وغیرہ۔۔

جہاں تک رہی بات اس شخص کہ جو محض احسان جتلانے کے لیے اپنے کسی ساتھی کو مفت میں کچھ دیتا ہے، تو اس کو کچھ نہیں واپس ملتا ہے۔ اس کی حکمت کا اشارہ زکوٰۃ اور صدقہ کے باب میں گزر چکا ہے۔

(پندرہویں مثال) وہ اصول و قواعد جسے شریعت نے نزاعات کو سلجھانے، مشکلات کو حل کرنے اور دو دعویٰ کرنے والے فریقوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے بارے میں اساس بنایا ہے۔

کیونکہ یہ ایسے اصول ہیں جو عرفِ عام اور فطرت کے موافق وہم آہنگ ہیں اور عدل وانصاف اور دلیل وبرہان پر مبنی ہیں۔

لہذا ہر وہ شخص جو کسی چیز یا حقوق میں سے کسی حق کے بارے میں دعویٰ کرتا ہے تو اس کے لئے دلیل کو پیش کرنا ضروری ہے، پس جب وہ ایسی دلیل پیش کرے جس سے اس کے موقف کو ترجیح وتقویت حاصل ہو، تو اس کے لئے اس کا دعویٰ کیا ہوا حق ثابت ہو گا، اور جب مدعی بغیر دلیل کے صرف دعویٰ پیش کرے گا تو مدعی علیہ سے اس دعویٰ کی نفی کے بارے میں قسم دلایا جائے گا، اور مدعی کو اس سے کوئی حق نہیں ملے گا۔

اور شارع نے چیزوں کے مراتب کے حساب سے دلیلوں اور حجتوں کو مشروع کیا ہے۔ اور واضح قرائن اور لوگوں کے مابین رائج عُرف عام کو دلیلوں میں سے بنایا ہے۔

حُجّت: نام ہے ہر اس چیز کا جو حق کی وضاحت کرے اوراس پر دلالت کرے۔ اور (معاملہ) مشتبہ ہونے اور فریقین کے (دلائل) مساوی ہونے کی صورت میں انصاف پر مبنی اور ہر قضیہ کے لئے مناسب طریقۂ صلح کو، مشکلات واختلافات کے حل کا راستہ قرار دیا ہے۔

لہذا ہر وہ طریقہ جو ظلم سے خالی ہو اور بندوں کے حق میں نفع بخش ہو اور اس میں بندے اللہ کی معصیت کے مرتکب نہ ہوں اور وہ اختلافات اور جھگڑوں کے ختم کرنے اور مٹانے کا ذریعہ بنے تو شارع نے اس پر ابھارا ہے۔

اور اس سلسلہ میں طاقت ور اور کمزور، حاکم و رعایا کے درمیان تمام حقوق میں مساوات قائم کیا ہے۔ اور عدل کے راستوں کو اپنا کر، اور ظلم سے دور رہ کر مخالفین کو راضی وخوش کیا ہے۔

(سولہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ میں باہمی مشورہ کا حکم اور اس کی کافی تاکید آئی ہے، اور ان مومن بندوں کی تعریف کی گئ ہے جن کے دینی، دنیوی، داخلی، اور خارجی تمام امور آپسی مشوروں سے انجام پاتے ہیں۔

اور یہ اتنی عظیم اصل ہے کہ تمام دانشمندوں نے اس کو مستحسن اور اچھا قرار دیا ہے، اور یہ کہ یہی عدل وانصاف کے راستہ پر چلنے، اصابت رائے اور مقاصد کے حصول اور حالات کی اصلاح کا بہترین واحد ذریعہ اور سبب ہے۔ اور یہ ان قوموں کی بلندی کا ذریعہ ہے جو خیر و بھلائی کے طلب میں اس پر عمل پیرا ہیں۔

اور جس قدر لوگوں کی معرفت اور ادراک میں اضافہ ہو گا، اوران کے افکار وخیالات وسیع ہوں گے،تو لوگ اس کی شدتِ ضرورت اور اس کی قدرو منزلت سے واقف ہو جائیں گے۔

جب آغازِ اسلام میں مسلمانوں نے اس اصل کو اپنے دینی اور دنیاوی معاملات میں نافذ کیا،تو ان کے سارے معاملات درست ہو گئے، اور ان کے حالات میں دن بدن ترقی اور بڑھوتری آتی گئی، لیکن جب انھوں نے اس اصل سے انحراف کیاتو مسلسل دینی اور دنیاوی انحطاط وزوال سے دوچار ہیں، یہاں تک کہ ان کی حالت اس حد تک پہنچ گئی جسے آج ہم اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

پس اگر وہ اس اصل وغیرہ میں اپنے دین کی طرف لوٹ آئیں تو وہ کامیاب ہو جائیں گے،اور کامیابی وکامرانی ان کی قدم بوس ہو گی۔

(سترہویں مثال) شریعتِ اسلامیہ دین اور دنیا کی اصلاح کرنے، اور جسم وروح کی مصلحت کے مابین جمع کرنے کے لئے آئی ہے، قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی میں اس اصل کے بارے میں بہت ساری (دلیلیں) موجود ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ان دونوں چیزوں کے قیام پر کافی ابھارا ہے، اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے مدّ اور معاون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اپنی عبادت اور اس کے حقوق کو انجام دینے کے لیے پیدا کیا ہے، اور ان پر رزق کی بارش فرمائی ہے، اور ان کے لیے اسبابِ رزق اور طرزِ معیشت کی متعدد صورتیں بنائی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت میں مدد حاصل کریں، اور یہ (عبادت) ان کے داخلی وخارجی امور میں نگراں ہو۔

اور اس ذات باری تعالیٰ نے جسم کو چھوڑ کر صرف روح کی پرورش کا حکم نہیں دیا ہے۔ اسی طرح اس نے خواہشات اور لذّات میں منہمک ہونے سے منع کیا ہے، اور روح اور دل کو تقویت پہنچانے کا حکم دیا ہے۔

اوراس کی وضاحت ایک دوسرے اصل میں ہو گی۔اور وہ یہ ہے:

(اٹھارہویں مثال) بے شک شرع نے علم، دین، حکومت اور فیصلہ کو آپس میں ایک دوسرے کو مدد و مضبوطی دینے والا بنایا ہے۔

چنانچہ علم اور دین سے حکومتیں درست ہوتی ہیں،اور اسی پر اختیارات واحکام مبنی ہوتے ہیں۔اور تمام حکومتیں علم اور اس دین سے مقیّد ہوتی ہیں جو حکمت ہے،اور وہی صراط مستقیم ہے،اور وہی صلاح اور کامیابی وکامرانی ہے، لہذا جب دین اور

حکومت آپس میں ایک دوسرے سے متصل اور باہم مددگار ہوں گے تو تمام امور کی اصلاح ہو گی، اور حالات درست اور صحیح ہوں گے۔ اور جب ان میں سے ایک، دوسرے سے الگ ہو گا تو پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا، اور صلح و آشتی اور اصلاح کا خاتمہ ہو جائے گا، اور اختلافات رونما ہوں گے، دلوں میں دوریاں پیدا ہوں گی، اور لوگوں کے معاملہ میں زوال آنا شروع ہو جائے گا۔

اس کی تائید اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ: جب بھی علوم و فنون کی وسعت ہوئی، معارف متعدد ہوئیں، اور ایجادات اور اختراعات کی کثرت و عظمت ہوئی، تو ان میں سے کوئی ایسی چیز رونما نہیں ہوئی، جو قرآن کی دلالت کے منافی اور اسلامی شریعت کے مخالف و معارض ہو۔

چنانچہ شریعت کوئی ایسی چیز نہیں لاتی جو عقلاً محال ہو، بلکہ ایسی چیز لاتی ہے جس کے حُسن کی عقل سلیم گواہی دیتی ہے، یا ایسی چیز نہیں لاتی جس کی اجمالی و تفصیلی معرفت عقل کو نہیں ہو پاتی۔

اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دوسری مثال میں اس موضوع کی وضاحت کی جائے۔

اور وہ یہ ہے: (انیسویں مثال) اسلامی شریعت کوئی ایسی چیز نہیں پیش کرتی جو عقلی طور پر محال ہو، اور جو صحیح علم کے مخالف ہو۔

اور یہ سب سے بڑی دلیلوں میں سے ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ محکم اور ثابت ہے، اور ہر زمان و مکان کے لیے موزوں و مناسب ہے۔

ان مختصر باتوں کی تفصیلی معرفت تمام کائناتی حادثات، اور معاشرتی علوم کے حادثات کی تتبعاوراستقراء کے ذریعے ہوتی ہے۔اور اس کی عملی شکل یہ ہے کہ جب یہ استقراء وتتبع صحیح حقائق پر ہوگی تو شریعت کے مطابق ہوگی، اور اس (استقراء)سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ شرع تمام چیزوں کی وضاحت کرتی ہے، اور یہ چھوٹے بڑے گناہ میں سے کسی کو نہیں چھوڑتی مگر اسے شمار کرلیتی ہے۔

(بیسویں مثال) خارق عادت، وسیع ترین اسلامی فتوحات پر سرسری نظر ڈالنے، اور پھر اسلام کے خلاف مسلسل دشمنوں کے برسرِپیکار رہنے، ان کے شدید مزاحمت کرنے، اور ان کے جگ ظاہر موقف اختیار کرنے کے باوجود دین اسلام کا (معزّز اورپر وقار طریقہ پر) باقی رہنا(یہ اپنے آپ میں ایک معجزہ ہے)۔

اور یہ اس لئے کہ جو شخص اس دین کے منبعِ صافی پر غور کرے گا، اور یہ کہ کس طرح جزیرۂ عرب کے لوگوں کو ان کے دل جدا ہونے، اور ان کے درمیان شدید بغض وحسد، اور عداوت ودشمنی ہونے کے باوجود اسلام نے انہیں آپس میں جوڑ دیا، اور ان کے دور اور قریب اشخاص کو جمع کر دیا، اور ان کی عداوتوں کا خاتمہ کر کے ان کی جگہ ایمانی بھائی چارہ کو قائم کر دیا۔

پھر وہ بڑی سرعت ورفتار سے زمین کے مختلف گوشوں اور اقطار میں نکل پڑے، اور ملک پہ ملک فتح کرتے چلے گئے، اور ان ملکوں میں سب سے پہلے انہوں نے روم اور فارس کی قوم پر اپنی فتح کا پرچم لہرایا، جو کہ اپنے وقت کی سب سے طاقتور قومیں تھیں، سب سے عظیم بادشاہت کی مالک، اور سب سے زیادہ قوّت وتعدادوالی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دین کی فضیلت، اور اپنے ایمانی قوت، اور اللہ کی مدد و معاونت کے سبب ان

دونوں قوموں اور ان کے ماسوا پر فتح وکامرانی حاصل کیا، یہاں تک کہ اسلام روئے زمین کی مشرق ومغرب تک پہنچ گیا۔

لہذا اس کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں، اور اس کے دین کی براہین، اور اس کے نبی کے معجزات میں شمار کیا جانے لگا، اور اسی سبب مخلوق اسلام کے اندر بغیر کسی ظلم ومجبوری کے، بصیرت وطمانینت سے فوج در فوج داخل ہو گئیں۔

چنانچہ جو شخص اس امر کے بارے میں سرسری نظر ڈالے گا، تو اس بات کو جان لے گا کہ یہی وہ حق ہے جس کے سامنے باطل کبھی ٹک نہ سکا، چاہے اس کی قوّت وسطوت کتنی ہی عظیم کیوں نہ رہی ہو۔

اور یہ چیز معمولی عقل رکھنے والا جانتا ہے، اور اس کے بارے میں کوئی بھی انصاف پرور شک نہیں کرسکتا، اور اس کا شمار

ضروریات میں سے ہوتا ہے۔ برخلاف موجودہ دور کے کچھ انشاء پرداز قائلین کے کہ جنہیں فکری عاجزی نے دشمنانِ اسلام کی حمایت کرنے پر آمادہ کیا ہے، جو یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اسلام کا انتشار اور اس کی خارقِ عادت فتوحات صرف مادّی امور پر مبنی ہے، یہ تجزیہ انہوں نے اپنے باطل گمان سے کیا ہے۔

اور یہ تجزیہ کسریٰ وروماں کی حکومت کی کمزوری، اور عرب میں مادّی قوّت کے ظہور کی طرف لوٹتا ہے۔ لیکن محض اس طرح کا تصوّر کرنا ہی اس کے باطل ہونے کے لئے کافی ہے۔

(بھلا بتلایئے) عرب میں اس وقت کون سی طاقت تھی جو اسے اس وقت کی ادنیٰ سے ادنیحکومت کے خلاف بر سرِ پیکار ہونے کی اہلیت بناتی؟ چہ جائے کہ ضخیم وبڑی حکومتوں سے، اور چہ جائیکہ اس وقت کی مطلق طور پر سب سے بڑی قوم، سب سے طاقتور، اور ایک ہی وقت میں تعداد وسامان کے اعتبار سے

سب سے عظیم تھیں۔ لیکن ان تمام تر امتیازات کے باوجود عربوں کی حقیر سی تعداد نے مکمل طور سے انہیں مسل کر رکھ دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور ان جابر و ظالم بادشاہوں کے ظلم و جور پر مبنی احکام کی جگہ قرآنِ کریم اور دین کے عدل و انصاف پر مبنی احکام کو قائم کر دیا، جس کو تمام انصاف پرور اور حق کے شیدائیوں نے قبول و تسلیم کیا۔

تو کیا ایسی تاریخی فتح جو پورے عالم میں منتشر و وسیع ہو، اس کو عربوں کے محض مادّی امور میں غلبہ و برتری سے تفسیر کرنا ممکن ہے؟اس طرح کی باتیں وہی شخص کرتا ہے جو دینِ اسلام پر طعن و تشنیع کرنا چاہتا ہے، یا جن پر دشمنوں کی باتیں حقائق کی معرفت حاصل کیئے بغیر گھر کر گئی ہوں۔

پھر اس دین کا مسلسل مصائب و آلام سے دوچار ہونے، اس کو مٹانے اور اسے مکمل طور سے باطل قرار دینے کیلئے دشمنوں کے

ٹوٹ پڑنے کے باوجود باقی رہنا، یہ اس دین کا معجزہ ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا سچا دین ہے۔ پس اگر اس کی مدد ایسی طاقت کرتی جو اس سے دشمنوں کی دشمنی، اور سرکشوں کی زیادتی سے روکنے کے لئے کافی ہوتی، تو اس روئے زمین پر اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہیں رہتا، اور مخلوقات اس کو بغیر کسی جبر واکراہ کے قبول کرتی؛ کیونکہ یہی برحق دین ،دینِ فطرت، صلح وآشتی اور خیر خواہی کا دین ہے۔ لیکن اس کے ماننے والوں کی کوتاہی وکمزوری، ان کے اختلاف و انتشار، اوران پر دشمنوں کے دباؤ وغیرہ نے ہی اسلام کی رفتار کو روک دیا ہے۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(اکیسویں مثال) "جو تمام سابقہ مثالوں کی جامع ہے یعنی دین اسلام شامل وکامل دین ہے" دینِ اسلام نفع بخش صحیح عقائد، عقلوں اور روحوں کو مہذب بنانے والے کریمانہ اخلاق، احوال

وکوائف کی اصلاح اور سدھار کرنے والے اعمال، اصول و فروع پر مبنی دلائل وبراہین، بت پرستی کو دور پھینکنے اور مخلوقاتِ مردوزن سے تعلّقات ووابستگی کو ترک کرنے، اللہ رب العالمین کے لیے دین کو خالص کرنے، عقل وحس کے منافی اور فکر کو حیرت میں ڈالنے والی خرافات وفرضی کہانیوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے، مطلق اصلاح ودرستی، ہر طرح کے شر وفساد کو ختم کرنے، عدل وانصاف کو قائم کرنے، ظلم وجور کے تمام طریقوں کا خاتمہ کرنے، اور کمالات کے تمام اقسام کی ترقی کی جانب ابھارنے پر مبنی ہے۔

ان باتوں کی تفصیل بہت لمبی ہے، اور ہر وہ شخص جس کو (دین کی ادنیٰ سی) معرفت حاصل ہے وہ ان کی تفصیلات کو بغیر کسی اشکال کے واضح طور پر جان سکتا ہے۔

ہم اختصار کے ساتھ انہی چند باتوں پر اکتفا کرتے ہیں، کیونکہ یہ ایسے اصول و قواعد اور ضابطوں پر مشتمل ہیں، جن سے اسلام کی عظمت و کمال اور ہر چیز کے حقیقی اصلاح اور درستی کا علم ہوتا ہے۔

اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

جمادی الاولیٰ سن 1364ھ کے آغاز میں اس کتاب پر تبصرہ مکمل ہوا۔

اور اللہ کی رحمت و سلامتی نازل ہو محمد پر اور آپ کے خاندان پر۔

بقلم: عبد الرحمن بن ناصر بن سعدی